عین مقتضے ہے - اور صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے ازراہ فرط عنایت
خاکسار کو اس رپورٹ کرنے کی زبانی بھی اجازت دی ہے *
اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور اسکی تائید مین ایک اَور مضمون
لکھتے ہین جس مین جوبلی کے موقع پر اہلحدیث کی اظہار مسرت و اداے شکر سلطنت
پر دلایل شریعت کتاب اللہ و سنت سے شہادت کا بیان ہو۔ اور جو رسالہ اشاعۃ السنۃ کا
سپیشل فرض منصبی ہے *

اہل اسلام کی مسرت موقع جوبلی پر شریعت کی شہادت

جوبلی کے موقع پر اہلحدیث وغیرہ اہل اسلام رعایا برٹش گورنمنٹ نے جو خوشی کی ہے
اور اپنی مہربان ملکہ قیصر ہند کی ترقی عمر و استحکام سلطنت کے لئے دعا کی ہے
اسکے جواز پر کتاب و سنت مین شہادت پائی جاتی ہے *
اس مضمون مین دلایل کتاب و سنت کا بیان دو غرض سے ہوتا ہے
ایک [illegible] کو یہ یقین ہو کہ اس موقع پر مسلمانون نے جو کچھ کیا ہے سچے
دل سے کیا ہے اور اپنے مقدس مذہب کی ہدایت سے کیا ہے - صرف ظاہرداری
اور جھوٹھی خوشامد سے کام نہین لیا - دوسری یہ کہ نا واقف مسلمانون کو (جو
کتاب اللہ و سنت مین نظر نہین رکھتے - صرف بعض کتب فقہ کی بے سند روایتون
یا سُنی سُنائی باتون پر اعتقاد رکھتے ہین) مسلمانون کے اس فعل مین عدم
جواز اور مخالفت شریعت کا وہم و گمان پیدا نہو *
ہم اس مقام مین ہندوستان کے تمام اہل اسلام کے افعال و طرق مسرت و

اظہار عقیدت سے بحث کرنیکی گنجایش نہین پاتے لہذا صرف ان افعال و اقوال پر جنسے اہلحدیث نے اظہار مسرت و تادیہ شکریہ سلطنت کیا ہے کتاب و سنت کی شہادت پیش کرتے ہین۔ اسی پر باقی اہل اسلام کے افعال و طرق مسرت کا قیاس ہوسکتا ہے *

پس واضح ہو کہ جو کچھ اس موقع پر اہلحدیث نے کیا ہے وہ امور ذیل ہین۔

(۱) ملکہ معظمہ کی تعظیم کرنا۔ اور تعظیمی الفاظ سے اسکو یاد کرنا *

(۲) ملکہ معظمہ کی حکومت پنجاہ سالہ پر خوشی کرنا اور اس خوشی مین مسلمانون کو کھانا کھلانا *

(۳) برٹش سلطنت کی اطاعت و عقیدت کو ظاہر کرنا اور اس کو فرض مذہبی بتانا *

(۴) اس سلطنت کی برکات و احسانات (امن آزادی وغیرہ) کا معترف ہونا۔ اور اسپر ملکہ معظمہ اور سلطنت کی تعریف کرنا۔ اور شکر گزار ہونا *

(۵) ملکہ معظمہ اور اسکی سلطنت کے لئے دعاء سلامت و حفاظت و برکت کرنا۔ وعلی ہذا القیاس *

ان امور سے کوئی امر بھی ایسا نہین ہے جسکے جواز پر شریعت کی شہادت پائی نہ جاتی ہو۔ ناواقفون کے دماغ مین شاید یہ خیال پیدا ہو کہ ملکہ یا سلطنت کا عیسائی مذہب ہے لہذا اسکی تعظیم وغیرہ امور مذکورہ مسلمانون کو جائز نہین ہین *

اس خیال کے ابطال مین ہم ایسے دلایل کتاب و سنت پیش کرتے ہین جن مین غیر مذہب کے لوگون سے تعظیم وغیرہ امور کے ساتھ پیش آنا صاحب شریعت سے ثابت ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ کہدینا بھی واجب سمجھتے ہین کہ ان امور مین ملکہ یا سلطنت کا مذہب عیسائی ہرگز پیش نظر نہین ہے بلکہ صرف سلطنت اور اسکے برکات اور فوائد

امن آزادی وغیرہ ملحوظ ہیں - دنیا میں ایسا مسلمان کوئی نہوگا جو اس سلطنت کی مذہب (عیسائی) کو اچھا سمجھتا ہو یا اس مذہب کے قیام و استحکام کے لئے دعا کرتا ہوں ٭

امر اول پر (منجملہ امور مذکورہ) شہادت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلاطین غیر مذہب کو اپنے مراسلات میں تعظیمی الفاظ سے یاد فرمایا ہے - اور اقوام غیر کے وفود (ڈیپوٹیشنوں) کا اکرام کیا اور اپنے خلفاء اور جانشینوں کو ان کے اکرام و تعظیم کا حکم دیا ٭

صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ روم کے بادشاہ ہرقل کو (جو عیسائی مذہب تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نامہ لکھا تو اسکو عظیم الروم کے خطاب سے یاد فرمایا ٭

> من محمد بن عبد اللہ و رسولہ الی ہرقل عظیم الروم (صحیح بخاری ص۵ و مسلم ص۹۸ ج ۲)

ایسا ہی مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کو (جو عیسائی تھا) اور فارس کی بادشاہ کسریٰ کو جو مجوسی تھا) نامہ تحریر فرمایا تو لقب عظیم قبط اور عظیم فارس سے مخاطب فرمایا ٭

> من محمد بن عبد اللہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط (زاد المعاد ص۱۴)
> من محمد بن عبد اللہ و رسولہ الی کسریٰ عظیم فارس (زاد المعاد ص۱۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو باوجودیکہ وہ آنحضرتؐ کے ماتحت نہ تھے خود سر اور مستقل بادشاہ تھے عظیم کہنا - اہل اسلام کے اپنی ملکہ کو جنکے ظل حکومت میں وہ رہتے ہیں معظمہ کہنے سے بڑھکر ہے ٭

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ثقیف کا (جو مسلمان نہ تھی) ڈیپوٹیشن آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو اذن دیا کہ وہ انکا

> قدم علیہ وفد ثقیف فقال المغیرہ بن شعبۃ یا رسول اللہ انزل قومی علی فاکرمہم فقال ما منعک اللہ

لا استطاع ان تکرم قومک (زاد المعاد صفحہ ۴۸۶)

اکرام کرے ؀

قوم بلی کا ڈیپوٹیشن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو رویفع بن

قدم علیہ وفد بلی فی ربیع الاول من سنۃ تسع فانزلھم رویفع بن ثابت البلوی عندہ وقدم بھم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال ھولاء قومی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرحبا بک وبقومک (زاد المعاد صفحہ ۵۰۶)

ثابت نے انکو اپنے پاس ٹھہرایا پھر رویفع اون کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آیا تو آنحضرت صلعم نے اسکو اور اسکی قوم کو مرحبا فرمایا۔

اس اکرام وملاطفت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس ڈیپوٹیشن نے اسلام قبول کیا ؀

قوم صدا کا (جو مسلمان نہ تھے) ڈیپوٹیشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قدم علی رسول اللہ خمسۃ عشر رجلا منھم (ای من صدا) فقال سعد یا رسول اللہ دعھم ینزلوا علی فنزلوا علیہ فحیاھم واکرمھم (زاد المعاد صفحہ ۵۰۹)

کے پاس آیا تو حضرت سعد نے باجازت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے گھر میں اوتارا اور اون کا اکرام کیا ؀

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاء و جانشینوں کو فرمایا ہے۔

اجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم (صحیح بخاری صفحہ ۴۲۹)

ای اکرموھم بالضیافۃ والتطیب لنفوسھم والاعانۃ لھم سواء کانوا مسلمین او کفارا (خیر جاری)

چنانچہ صحیح بخاری میں منقول ہے کہ ڈیپوٹیشنوں (یعنے مخالفین مذہب کیوں نہو) کی ایسی ہی خاطرداری وتکریم کیا کرو جیسے میں کرتا ہوں ؀

جب مخالف مذہب ڈیپوٹیشنوں کے اکرام وتعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وفعل وتقریر سے ثابت ہے تو بادشاہ وقت جسکے اہل اسلام رعایا اور ماتحت ہوں تعظیم وتکریم کے ثبوت وجواز میں کون شک کر سکتا ہے ؀

امر دوم پر شہادت

قرآن مجید مین خداتعالی نے خبر دی تھی کہ روم (جو اسوقت عیسائی تھے) اب مغلوب ہو گئے ہین پر چند سالون مین وہ فارس پر (جو مجوسی تھے) غالب آئین گے اور اسدن مسلمان خدا کی مدد سے (جو ان عیسائیون کو ملیگی) خوش ہون گے خدا جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے وہ غالب ہے اور رحم والا

> الم غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین لله الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون بنصر الله ینصر من یشاء و هو العزیز الرحیم۔ (روم ع ۱)

عامہ تفاسیر معالم و فتح البیان وغیرہ مین لکھا ہے کہ رومی (عیسائیون) پر فارسی مجوسی غالب آئے تو کفار مکہ خوش ہوئے اور بولے کہ ہم بھی تمپر (اے مسلمانان) غالب ہون گے۔ جیسے فارسی رومیون پر غالب ہوئے ہین مسلمان یہہ چاہتے تھے کہ رومی فارسیون پر غالب آئین کیونکہ وہ اہل کتاب تھے اور اسلام سے قرب رکھتے تھے اور فارسی مجوس تھے جنسے کفار مکہ قرب رکھتے تھے جسپر یہہ آیت اتری۔ یہ سنکر مسلمان بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت صدیق اکبر کفار مکہ کے پاس جاکر بولے کہ تم خوش مت ہو بخدا رومی فارسیون پر غالب آئین گے۔ جب

> قال اهل التفسیر غلبت فارس الروم ففرح بذلك كفار مكة وقالوا الذين ليس لهم كتاب غلبوا على الذين لهم كتاب وافتخروا على المسلمين فقالوا نحن ايضا نغلبكم كما غلبت فارس الروم وكان المسلمون يحبون ان يظهر الروم على فارس لانهم اهل كتاب اى نصارى فهم اقرب الى الاسلام وفارس مجوس فهم اقرب الى كفار قريش فنزلت الم غلبت الروم (فتح البيان ...) ج ۳ فخرج ابو بكر الى الكفار فقال فرحتم بظهور اخوانكم فلا تفرحوا فوالله ليظهرن الروم على فارس على ما اخبرنا بذلك نبينا ... ويفرح المومنون بنصر الله

الروم علی فارس قال السدی فرح النبی ﷺ والمومنون بظهورهم علی المشرکین یوم بدر وظهور اهل الکتاب علی اهل الشرک (معالم صفحہ ۶۸۶ و صفحہ ۶۸۷)

اس بشارت کے مطابق روم کو فارس پر فتح ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان بہت خوش ہوئے

اسی قسم کی خوشی ہے جو مسلمانان ہند نے حکومت پنجاہ سالہ قیصر ہند پر کی ہے کیونکہ حکومت فتح کا نتیجہ و لازم ہے اور دونو کا حکم ایک ہے ۔

اور اس اثنا حکومت پنجاہ سالہ مین قیصر ہند کو فتح ہوئی ہے (جیسا کہ برہما کی فتح) تو وہ بھی ویسی ہی فتح ہے جیسے روم کو فارس پر ہوئی تھی کیونکہ اہل کتاب کی بت پرستون پر فتح ہے نہ کسی مسلمان سلطنت یا ریاست پر پھر مسلمان اسپر کیون خوشیان نہ منادین ۔ اور اپنے قران اور پیغمبر کی پیروی کیون نکرین ۔

آزادی مذہبی جو اس سلطنت مین مسلمانون کو حاصل ہے وہ بجاے خود ایک مستقل **دلیل** جواز مسرت ہے اس آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمانون کو اس حکومت پر اسیقدر مسرت لازم ہے جسقدر انکو اپنے مذہب کی مسرت و محبت ہے ۔ خصوصاً گروہ اہلحدیث کو جنکو بجز اس سلطنت کے اور کہین ایسی آزادی حاصل نہین ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلطنت حبشہ مین (جو عیسائی تھی) اس آزادی مذہبی کا حال سنا تو اپنے اصحاب کا مکہ معظمہ چھوڑکر اس سلطنت کے زیر سایہ رہنا پسند فرمایا (جسکا بیان شہادت امر چہارم مین آتا ہے) پھر اس آزادی مذہبی کی نظر سے مسلمان اس سلطنت کو (جسمین انکو آزادی حاصل ہے) پسند نکرین اور اسکی فتح و حکومت پر اس خوشی سے (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و مسلمانون کو فتح روم پر ہوئی تھی) بڑھکر خوشی نکرین تو وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو کیونکر کہلا سکتے ہین ۔

رہا یہہ امر کہ اس خوشی مین انہون نے اہل اسلام کو کھانا کھلایا یا دوسری عبارت مین یون کہو کہ "پیٹ اپنا بھرا اور گورنمنٹ کو خوش کیا" سو اس کی بہتری پر کوئی طالب دلیل نہو گا +

یہان شاید ہمارے اسلامی بھائی یہہ سوال کرین کہ "آپکے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر (۱۰) جلد ۵ مین شادیون کی دعوتون کے متعلق ایک مضمون شایع ہوا ہے اسمین دھوم دہام کی دعوتون کو جس مین فخر و ریا و نام آوری مطلوب ہو ممنوع لکھا ہے پھر یہ دعوت جوبلی جسمین سراسر فخر و نام آوری مقصود تھی کیونکر جایز ہو گئی - ہمنے سنا ہے کہ ایک صاحب جو اس دعوت مین تشریف لائے تھے یہ فرما بھی گئے ہین کہ اب تو مولوی صاحب (خاکسار) شادیون کی دھوم دہام والی دعوتون سے منع نکرین گے - اسکا جواب یہ ہے کہ ان دعوتون اور اس دعوت مین آسمان و زمین کا فرق ہے - وہان ذاتی فخر اور نام آوری مقصود ہوتی ہے یہان فخر و نام آوری مقصود تھی تو قومی اور اسلامی - یہان شکر محسن گورنمنٹ (جسکا بیان شہادت امر چہارم مین ہوگا) کے علاوہ فخر و نام منظور تھا تو نہ کسی خاص ایک شخص کا بلکہ اسلام اور کل اہل اسلام خصوصاً اہلحدیث کا +

اس دھوم دہام مین ہم نے گورنمنٹ پر یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ اسلام محسنون کے مسرت مین شریک ہونا یون سکھاتا ہے اور اہل اسلام اپنے محسن گورنمنٹ کے ایسے شکر گذار ہین +

لہذا یہہ فخر و ریا ہے تو اس ریا کے مشابہہ ہے جو حج مین طواف کے وقت اکڑ کر چلنے مین پایا جاتا ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اعزاز و اظہار قوت جسمانی مسلمانان مدینہ کے لیئے (جنکو کفار مکہ نے کہا تھا کہ مدینہ کے بخار نے انکو سست کر دیا ہے) شروع فرمایا تھا - یا اس فخر کی مانند ہے جو حضرت حسان کے

ان اشعار مین پایا جاتا تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدح وحمایت مین اوہنون نے بنائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر بیٹھکر سنائے تھے +

امر سوم پر شہادت

اطاعت اور عقیدت سلطنت سے ہماری اور ہر مسلمان کی یہ مراد ہے کہ اُس سلطنت کی بغاوت نکرین نہ یہہ کہ اپنے مذہبی اور عقاید اسلامی مین سلطنت کے تابع ہو رہین - سو اس معنے کی اطاعت و عقیدت سلطنت (غیر اسلامی کی ہو) کا حکم نصوص قرآن وحدیث مین موجود ہے +

خدا تعالے نے فرمایا ہے جنسے تمنے مسجد الحرام کے پاس عہد کیا ہے جبتک وہ عہد پر قائم رہین تم بھی قائم رہو +

الا الذین عاھدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین (براۃ ۲۶)

اور فرمایا اگر تمہارے بھائی تسے دین مین مدد چاہین تو ان کو مدد دو مگر اس قوم پر ان کو مدد نہ دو جن سے تم عہد کر چکے ہو +

وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علے قوم بینکم وبینھم میثاق واللہ بما تعملون بصیر - (انفال ۱۰۶)

اور فرمایا عہد کو پورا کرو عہد سے سوال ہوگا +

واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا (بنی اسرائیل ع ۵)

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے جو عہد والے کا عہد پورا نکرے گا وہ ہم مین سے نہین ہے اور نہ مین اسکے گروہ

من لا یفی لذی عھد عھدہ فلیس منی لست منہ (رواہ مسلم)

وقال رسول اللہ صلعم من قتل معاھدا لم یرح رائحۃ

الجنة وان ریحها لتوجد من مسیرة اربعین عاماً۔ (رواہ البخاری ص۴۴۸)	سے ہون - اور فرمایا جو شخص عہد والے کو مار ڈالے گا وہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گا باوجودیکہ چالیس برس کے فاصلہ سے اسکی خوشبو آتی ہے ❊
ان الغادر ینصب له لواء یوم القیامة فیقول هذه غدرة فلان ابن فلان متفق علیه - وقال رسول الله صلعم من قتل معاهدا فی غیر کنهه حرم الله علیه الجنة (رواہ ابوداؤد ص۲۲ جز۲)	اور فرمایا عہد شکن کے لئے قیامت کے دن نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائیگا یہ فلان شخص کا غدر ہے - اور فرمایا جو عہد والے کو بلا جرم مارے اسپر بہشت حرام ہے ❊
انی لا اخیس بالعهد (رواہ ابوداؤد ص۲۲ جز۲) وقال عمر بن الخطاب واوصیه بذمة الله وذمة رسوله ان یوفی لهم بعهدهم وان یقاتل من ورائهم۔ (رواہ البخاری ص۴۲۹)	اور فرمایا مین عہد شکنی نہین کرتا اسکے موافق حضرت فاروق نے اپنے جانشین کو وصیت فرمائی کہ عہد والون کا عہد پورا کرین اور ان کی حمایت مین انکے مخالفون سے لڑین ❊

اور یہ بات بدلائل ثابت ہے کہ ہندوستان مین جملہ رئیس و رعایا اہل اسلام برٹش گورنمنٹ کے عہد مین داخل ہین - ان دلایل کی تفصیل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد مین موجود ہے اس محل مین ان دلائل کی تفصیل عبث ہے ❊

امر چہارم پر شہادت

کسیکی واقعی خوبی کا (مخالف مذہب کیون نہو) معترف ہونا اور اسکی تعریف کرنا

اور اسکے احسان کا شکرگذار ہونا خدا کی - اور اسکے رسول کی - اور ان کے سچے پیروان کی سنت ہے اور کتمان حسن و احسان کفران نعمت ہے ۔

خدا تعالے نے ان عیسائیون کی جو مسلمانون سے دوستی رکھتے تھے قرآن مین تعریف فرمائی - اور یہودیون کی جو ان سے دشمنی کرتے تھے مذمت کی ۔ دوسری آیت مین بعض اہل کتاب کی امانت داری کی تعریف کی ہے جیسا کہ بعض نا دہندون کی شکایت فرمائی ہے ۔

لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين اشركوا ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصرى ذلك بان منهم قسيسين ورهبانا وانهم لا يستكبرون (مائدہ ع ۱۱) ومن اهل الكتاب من ان تامنه بقنطار يؤده اليك ومنهم من ان تامنه بدينار لا يؤده اليك الا مادمت عليه قايما (آل عمران ع ۸)

حضرت موسی کو فرعون نے اپنی پرورش کا احسان جتایا تو اونہون نے اس سے انکار نفرمایا بلکہ ایک اور وجہ سے اس احسان کا جواب دیا جسمین صاف دلالت ہے کہ احسان کافر کا بھی لائق انکار نہین ہے - امام رازی نے اس آیۃ کی تفسیر مین فرمایا ہے اس آیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفر کے سبب کافر کا احسان نعمت باطل نہین ہوتا کیونکہ موسی علیہ السلام نے اسکا اور وجہ سے جواب دیا چنانچہ ہمنے بیان کیا علماء کا اسمین اختلاف ہے بعض تو کہتے ہین کہ کافر منعم انعام کرنے سے شکریہ کا مستحق نہین رہتا بلکہ وہ کفر کے

قال الم نربك فينا وليدا ولبثت فينا من عمرك سنين وفعلت فعلتك التي فعلت وانت من الكافرين - قال فعلتها اذا وانا من الضالين -

واعلم ان فی الآیۃ دلالۃ علی ان کفر الکافر لا یبطل نعمته علی من یحسن الیہ ولا یبطل منته لان موسی انما ابطل ذلک بوجه آخر علی ما بینا - واختلف العلماء فقال بعضهم اذا کان کافرا لا یستحق الشکر علی نعمته علی الناس انما یستحق

الاھانة بکفرہ ×× و قال الاخرون لا یبطل الشکر بالکفر و انما یبطل بالکفر الثواب والمدح الذی یستحقہ علی الایمان والآیة تدل علی ھذا القول الثانی۔ (تفسیر کبیر صہ۱۱ جلد ۷)

سبب سے اہانت کا مستحق ہوجاتا ہے دوسرے یہ کہتے ہین کفر کے سبب اسکا شکر احسان باطل نہین ہوتا گو وہ کفر کے سبب ثواب اور اس تعریف کا جو مومنون کے لئے سزاوار ہے مستحق نہین رہتا۔ یہ آیت اس دوسرے گروہ کے قول کے لئے سند ہے ٭

انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو لوگون کا (یعنے مومن ہون خواہ کافر)

عن النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ۔ (ابو داؤد صہ۳۶ جلد ۲)

شکر گذار نہو وہ خدا کا شکر گذار بھی نہین ہے۔ اور اسی کے موافق آپ کا عمل رہا آپ نے کافرون کے احسان کا بھی ویسا ہی شکر کیا ہے جیسا کہ مومنون کا ٭

انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مطعم بن عدی کے ایک احسان کا اسکے کفر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اساری بدر لو کان مطعم بن عدی حیا ثم کلمنی فی ھؤلاء لترکتھم لہ۔ (بخاری صہ۵۱۳)

مین مرجانے کے بعد شکریہ ادا کیا اور صاف فرمایا کہ اگر مطعم زندہ ہوتا اور مجھے ان بدر کے قیدیون کی رہائی کے لئے کہتا تو مین انکو چھوڑ دیتا ٭

انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد ابو العاص شوہر زینب لخت جگر حضرت رسالت نے کفر کی حالت مین مشرکین کے کہنے پر زینب کو طلاق نہ دی تو

ثم ذکر رسول اللہ صلعم صھرا لہ من بنی عبد شمس فاثنی علیہ قال حدثنی فصدقنی ووعدنی فوفی لی۔ (بخاری صہ۵۳۸)

آپ نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ اور جب اسکو بدر کے قیدیون مین چھوڑ دیا تو اس سے یہ عہد لیا کہ زینب کو آپ کے پاس

وکان ابو العاص مصافیا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسالہ المشرکین ان یطلق زینب فابی فیشکر لہ علیہ السلام ذلک ولما اطلقہ من الاسر شرط علیہ ان یرسل زینب الی المدینۃ فعاد الی مکۃ و ارسلہا فلذا قال الخ (قسطلانی صفحہ ۲۱۴ ج ۳)

بہیجا دے اس نے اس عہد کا ایفا کیا تو آپ نے اس پر اس کی تعریف کی یہہ واقعہ اس موقع پر ہوا کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر دوسرا نکاح کرنا چاہا تھا ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حبشہ کے بادشاہ عیسائی (نجاشی) کا حال انصاف

قال اہل التفسیر ائتمرت قریش ان یفتنوا المومنین عن دینہم فوثب کل قبیلۃ علی من فیہا من المسلمین یوذونہم ویعذبونہم فافتتن من افتتن وعصم اللہ منہم من شاء و منع اللہ تعالی رسولہ بعمہ ابی طالب فلما رای رسول اللہ صلعم ما باصحابہ ولم یقدر علی منعہم امرہم بالخروج الی الارض الحبشۃ وقال ان بہا ملکا صالحا لا یظلم ولا یظلم عندہ احد فاخرجوا الیہ حتی یجعل اللہ للمسلمین فرجا۔

(معالم التنزیل صفحہ ۲۹)

وترک مردم آزاری معلوم ہوا تو آپ نے باین الفاظ اس کی تعریف کی کہ وہ صالح یعنی اچھا بادشاہ ہے نہ وہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کے پاس کوئی اور شخص کسی پر ظلم کرتا ہے" اور مسلمانونکو جو مکہ مین کفار کے ہاتھ سے تکلیف پاتے تھے اس کی سلطنت مین جا رہنے کی رغبت دلائی ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مشرکہ عورت کی پکہال سے پانی لیا تو اسکے شکریہ مین اسکو ستو وغیرہ دیا اور اکٹھا جمع کر دیا۔ اور پہر جب کبہی اسکے آس پاس دھاوا کیا تو اس احسان کی نظر سے اسکی جہونپڑیون کو بچا لیا جسکے سبب اسکی تمام قوم کو اسلام نصیب ہوا ۔

دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۹

حضرت عبد الرحمن بن عوف نے اپنے محسن مشرک (امیہ بن خلف) کے اس احسان کے عوض مین کہ اس نے مکہ مین اسکے مال واسباب کی حفاظت کی تھی بدر کی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھ سے اسکی جان بچانے مین کوشش کی ❊

دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۳۰۸

ایسی احادیث و آثار اور بہت ہین جن مین غیر مذہب محسنون کے احسان کا شکریہ ادا کرنا اور انکی سچی خوبیون کا تعریفیہ کرنا پایا جاتا مگر اس مقام مین ان کی تفصیل دشوار ہے ❊

شہادت امر پنجم

غیر مذہب کے حق مین دعا منع ہے تو صرف دعاء مغفرت منع ہے سو بھی ایسے

❊ کفار کے حق مین دعاء مغفرت کرنے مین دلایل قرآن و احادیث کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید مین بعض انبیاء سے کافرون کے لئے دعاء مغفرت منقول ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہون نے فرمایا اے خدا ان بتون نے بہت لوگون کو گمراہ کر دیا ہے۔ پھر جسنے ان مین سے میرا کہا مان لیا وہ تو میری ہی لوگون مین سے ہے اور جسنے نہ مانا تو اسکو معاف کرنیوالا رحم والا ہے ❊

رب انہن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ اپنے پوجنے والون کے حق مین کہین گے کہ خدایا تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیری بندی ہین (یعنی تیری قدرت مین ہین) اور اگر تو معاف کرے تو تو غالب ہے اور صاحب حکمت

ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔

باقی بر صفحہ (۴۱)

شخص کے حق مین جسکا کفر پر مرنا اور دوزخی ہوچکنا معلوم ہو۔ مغفرت کے سوا اور امور زندگی یا سلامتی یا کسی اور بھلائی کی دعا شرعاً ممنوع نہین ہے۔ اور نہ اس دعا کی ممانعت پر کوئی دلیل کتاب و سنت مین پائی جاتی ہے۔ بلکہ دعا سلامتی کی اجازت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احدیث مین پائی جاتی ہے جس مین اہل کتاب کے جواب سلام مین وعلیکم کہنے کا حکم ہے۔ جسکے معنے اس صورت مین کہ

اذا سلم علیکم اہل الکتاب فقولوا وعلیکم۔ (بخاری ص۹۲۵)

اہل کتاب مسلمان کو السلام علیکم کہین سام نہ کہین یہی بنتے ہین کہ تمپر بھی سلام ہو۔ بعض سلف صالحین نے اہل کتاب کو ابتداً بھی سلام کرنا جائز رکھا ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین نقل کیا ہے ان کے نزدیک وہ حدیث جس مین ابتدا سلام کی ممانعت وارد ہے اوّل ہے۔

وحکی القاضی عن جماعۃ انہ یجوز ابتداءہم بہ للضرورۃ والحاجۃ او سبب وھو قول علقمۃ والنخعی وعن الاوزاعی انہ قال ان سلمت فقد سلم الصالحون وان ترکت فقد ترک الصالحون (شرح مسلم ص۲۱۴)

قوم ملی کے ڈیپوٹیشن کو آنحضرت صلعم کا مرحبا کہنا اور سعد بن عبادہ کا اپنی قوم کو حیاکم اللہ کہنا جسکا ذکر شہادت امر اوّل مین ہوچکا ہے۔ دعا نہین ہے تو کیا ہے۔

مرحبا بک وبقومک (زاد المعاد ص۵۰)
فحیاھم واکرمہم (زاد المعاد ص۵۰)

قاموس مین جو لغت عرب کی کتاب اور مجمع البحار مین جو خاصکر لغت احادیث کی کتاب ہے تحیہ کے معنے سلام اور بقا کے لکھے ہین اور حیاک اللہ وحیاہ اللہ کے معنے یہ لکھے ہین کہ خدا تجھے زندہ رکھے خوش رکھے۔ باقی رکھے عمر زیادہ کرے۔

التحیۃ السلام وحیاہ تحیۃ والبقاء والملک وحیاک اللہ ابقاک اللہ وملکک (قاموس ص۸۳۳) حیاک اللہ ای ابقاک اللہ او ملکک او فرحک او سلام علیک من التحیۃ السلام وحیاہ اللہ ای احیاہ وعمرہ (مجمع البحار ص۳۱۲)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۰ یہ حدیث مین ایک نبی سے منقول ہے کہ جسکو اسکی قوم نے مارا تھا ... باقی بر صفحہ ۲۱۱

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو سراقہ بن مالک نے آپ کے گرفتار کرنے کے ارادہ سے انکا تعاقب کیا جب وہ آنحضرت صلعم کے پاس پہنچ گیا تو آنحضرت صلعم نے اسکے حق مین بددعا کی جسکے سبب اسکا گھوڑا اپنے پیٹ تک زمین مین دہس گیا۔ اسنے کہا مین سمجھتا ہون تمنے بددعا کی ہے اب میرے لئے دعا کرو مین خدا کو ضامن دیتا ہون کہ اب تمہارا تعاقب کوئی نکریگا پھر آنحضرت صلعم نے اس کے لئے اس بلا سے نجات کی دعا کی تو اسکی نجات ہوئی اور پھر جو کوئی اسکو رستہ مین تلاش کو ملا واپس کیا۔

واتبعنا سراقة بن مالك فقلت اتينا يا رسول الله فقال لا تحزن ان الله معنا فدعا عليه النبي صلى الله عليه وسلم فارتطمت به فرسه الى بطنها في جلد من الارض فقال اني اراكما دعوتما علي فادعوا لي فالله لكما ان ارد عنكما الطلب فدعا له النبي صلى الله عليه وسلم فنجا فجعل لا يلقى احداً الا قال كفيتم ما هنا فلا يلقى احداً الا رده۔

(بخاری ص ۸۳۹ مسلم ص ۱۶۹ جلد ۱)

عن عبد الله بن مسعود قال كاني انظر الى النبي صلعم يحكي نبياً من الانبياء ضربه قومه فادموه وهو يمسح الدم عن وجهه ويقول اللهم اغفر لقومي فانهم لا يعلمون بخاری ص ۴۹۵

خون پونچھتے اور یہہ کہتے تھے کہ خدایا تو ان کو بخشدے یہ نادان ہین +

آنحضرت صلعم کو جب اونہوں نے اپنے چچا ابو طالب کے لئے اسکے کفر پر جانے کے بعد دعاء مغفرت کی تو قرآن مجید مین حکم سنایا گیا کہ نبی اور مومنوں کو لائق نہین ہے کہ وہ مشرکون کے لئے دعاے مغفرت کرین۔ وہ ان کے قرابتی کیون نہون جب انکو یہہ ظاہر ہو جاے کہ وہ لوگ

ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم

آنحضرت صلعم کو کفار مکہ سے تکلیفین پہنچین تو آنحضرت صلعم نے ان کو حقمین

باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط ۔ ان قریشاً ابطؤا عن الاسلام فدعی علیہ النبی صلعم فاخذتہم سنۃ حتی ھلکوا فیھا واکلوا المیتۃ والعظام فجاء ابو سفیان فقال یا محمد جئت تامر بصلۃ الرحم وان قومک قد ھلکوا فادع اللہ عز وجل فقرا فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین الآیۃ ثم عادوا الی کفرھم فذلک قولہ تعالی یوم نبطش البطشۃ الکبری یوم بدر وزاد اسباط عن منصور فدعا رسول اللہ صلعم

بد دعا کی جس کے سبب مکہ مین سخت قحط پڑا یہانتک لوگون نے ہڈیان اور مردار کہایا اس حالت کو پہنچکر ابو سفیان (جو اسوقت کافر اور آنحضرتؐ کا جانی دشمن تھا) آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور سایل ہوا کہ آپ صلہ رحمی کا حکم دیتے ہین اور آپ کی قوم (قحط سے) مر رہی ہے خدا کی جناب مین ان کے لئے آپ دعا کرین اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کی اور خوب بارش ہوئی اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا

وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ ان ابراھیم لاواہ حلیم

دوزخی ہو چکے حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے دعا کی تھی تو اس بات کے علم سے پہلے کی تھی کہ وہ خدا کا دشمن ہے جب انکو یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو ابراہیم علیہ السلام اس سے بیزار ہو گئے۔

اسی اختلاف دلایل کی نظر سے ہمنے مانعت دعاء مغفرت کو شرطی طور پر بیان کیا ہے اور اس اختلاف کا رفع بھی اسی تفصیل سے ہو سکتا ہے کہ جس کافر کا کفر پر خاتمہ ہونا اور اس کا دوزخی ہو جانا ظاہر ہو چکا ہو اس کے حق مین دعاء مغفرت نہ کرین اور جس کے خاتمہ کا حال معلوم نہو اس کے لئے دعا کرین۔ اسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت مسیح اور اس نبی کا جسکو قوم نے مار کر لہو لہان کر دیا تھا استغفار یا مغفرت کرنا محمول ہو سکتا ہے ۔ واللہ اعلم ۔ وعلمہ اتم ۔

فسقوا الغيث فاطبقت عليهم سبعاً و شكا الناس كثرة المطر فقال اللهم حوالينا ولا علينا فانحدرت السحابة عن رأسه فسقوا الناس حولهم ـ (بخاری ص ۱۳۹)

ہے اور اس سے یہ مسئلہ نکلا ہے کہ مشرکین مسلمانون سے مینہ کے لئے دعا چاہین تو وہ اُن کے لئے دعا کرین +

اب اس سے بڑھکر اس دعا کے لئے اور کیا ثبوت بکار ہے +

اور اگر ہم ذرا غور و تامل سے کام لین اور یہہ خیال کرین کہ ہمارا اس سلطنت کے لئے دعا کرنا ان برکات امن آزادی مذہبی و اسباب ترقی کی نظر سے جن سے ہماری دین و دنیا کو مدد پہونچتی ہے تو اس سلطنت کے لئے دعا برکت و سلامت نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے ـ کیونکہ یہ دعا درحقیقت اپنے ہی مذہب و جس ملک شہرت کے لئے ہے ـ جسکی ضرورت مین کسیکو شک نہین ہے +

ان شہادتون سے ثابت ہوا کہ اہل حدیث نے ان امور خمسہ مین اور ایسا ہی عام اہل اسلام نے ان امور و طرق اظہار مسرت مین جو اس قسم کے اُن سے وقوع مین آئے ہین اپنی شریعت کا خلاف نہین کیا بلکہ عین اتباع شریعت کیا ہے +

شاید یہان کوئی یہ سوال کرے کہ کتب فقہ مین کفار کے تہوارون پر خوشی [illegible] ہے اور اسپر حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم[1] سے استدلال کیا ہے ـ اور یہ جشن جوبلی یہودیون کی رسم ہے پھر اس موقع پر مسلمانون کو خوشی کرنا یا عیسائیون کی خوشی مین انکو شریک ہونا کیون کفر نہین ہے اسکا جواب یہ ہے ـ کہ فقہا نے کفار کے ان ہی تہوارون کی تعظیم کی خوشی کرنے اور انکی

[1] ترجمہ جیسا کہ [illegible] سمجھتے ہین یہ ہے جو کسی قوم سے صورت یا لباس یا کسی فعل مین مشابہت رکھے وہ اس قوم سے ہو جاتا ہے +

خوشی مین مسلمانون کے شریک ہونیکو کفر لکھا ہے جو کفار کے مذہبی تہوار ہون اور انہی مذہبی امور مین کفار کی مشابہت اختیار کرنے پر اس حدیث مین وعید وارد ہے دنیاوی امور مین کفار کی خوشی مین شریک ہونے کو نہ فقہا نے کفر لکھا ہے اور نہ اس حدیث سے (اگر اسکو صحیح فرض کر لیا جاوے) اسکا کفر ہونا ثابت ہوتا ہے اور جوبلی کا جشن سلاطین یہود و نصاری کی ایک دنیاوی رسم ہے اسکو مذہب یہود و نصاری سے کوئی تعلق نہین ہے۔ لہذا اسکی خوشی مین مسلمانون کو شریک ہونا کفر نہوا*

فتاوی قاضی خان مین (جو فقہ مذہب حنفی مین ایک مشہور و معتبر کتاب ہے) لکھا ہے کہ کسی شخص نے نوروز کے دن (جو مجوسیون کا مذہبی تہوار ہے)

رجل اشتری یوم النیروز شیئا لم یشتره فی غیر ذلک الیوم ان اراد به تعظیم ذلک الیوم کما یعظمه الکفرة یکون کفراً وان فعل ذلک لاجل الشرب لا لتعظیم یوم النیروز لا یکون کفراً ۔ وان اهدی یوم النیروز الی انسان شیئاً ولم یرد به تعظیم الیوم وانما فعل ذلک علی عادة الناس لا یکون کفراً ۔ وینبغی فی هذا الیوم ما لا یفعله قبل ذلک الیوم ولا بعده ان یحترز من التشبه بالکفرة وعن الامام ابی جعفر الکبیر اذا عبد الرجل خمسین سنة ثم جاء یوم النیروز اهدی

کچھ خرید کیا ہے اگر اسکی نیت اس دن کی تعظیم ہے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر اسنے اپنے کھانے پینے کیواسطے (نہ اسدن کی نیت سے) کچھ خرید کیا تو یہ کفر نہین ہے اور اگر اسدن کسیکو اسنے کچھ بطور تحفہ بہیجا اور اس سے اس دن کی تعظیم کا ارادہ نہین کیا۔ صرف لوگون کی رسم و رواج کا اتباع کیا ہے تو یہ کفر نہین مگر اس سے اجتناب بہتر ہے۔ امام ابو جعفر کبیر سے مروی ہے کہ اگر کوئی پچاس سال خدا کی عبادت مین بسر کرے پھر نوروز کے دن مشرکون کو اس دن کی تعظیم کی

الی بعض المشرکین بیضۃ یرید بہ تعظیم یوم النیروز فقد کفر باللہ وحبط عملہ واذا اتخذ مجوسی دعوۃ لحلق راس ولدہ او جز ناصیتہ فاجاب مسلم و حضر دعوتہ لا یکون کفرا والاولی ان لا یفعل ولا یوافقہم علی مثل ذالک مسلم - (فتاوی قاضی خان ص ۲۷ جز ۴)

نیت سے کچھ ہدیہ بھیجے تو وہ کافر ہوا - اور اسکا عمل باطل ہو گیا - اور اگر کوئی مجوسی اپنے بچے کے سر منڈانے یا پیشانی کے بال کٹوانے پر لوگون کو دعوت کرے - اور کوئی مسلمان بھی اس دعوت مین حاضر ہو جاے تو یہ کفر نہین - مگر بہتر یہ ہے کہ مسلمان اس فعل مین ان کی موافقت نکرے *

اور فتاوی صغری مین بھی ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر مین منقول ہے جو شخص نوروز

فی الفتاوی الصغری ومن اشتری یوم النیروز شیئا ولم یکن یشتریہ قبل ذالک ان ارادبہ تعظیم النوروز کفر ای لانہ عظم عید الکفرۃ وان اتفق الشراء ولم یعلم ان ھذا الیوم یوم النیروز لا یکفر قلت وکذا اذا علم ان ھذا الیوم ھو النوروز لکنہ اشتراہ لسبب اخر من حدوث ضیافتہ ونحوھا فانہ لا یکفر ومن اھدی یوم النیروز الی انسان شیئاً وارادبہ تعظیم النوروز کفر -

(شرح فقہ اکبر ص ۱۵۲)

کے دن ایسی چیز خرید کرے جسکو پہلے خرید نہ کرتا تھا اسکے دل مین نوروز کی تعظیم ہو تو وہ کافر ہوگا کیونکہ اُس نے کافرون کی عید کی تعظیم کی اور اگر اُسنے اتفاقیہ کچھہ خریدا اور اسکو اُس دن کا علم نہ تھا - تو وہ کافر نہوا مین (صاحب شرح فقہ اکبر) کہتا ہون وہ جانتا بھی ہو کہ یہ نوروز ہے مگر وہ اُس دن کوئی چیز کسی اور غرض سے خریدتا ہے تو بھی وہ کافر نہین ہوتا - اور اگر اسدن کسیکو بطور تحفہ کچھہ بھیجتا ہے اور اس سے اسدن کی تعظیم کی نیت کرتا ہی

تو وہ کافر ہوگا ۔

اور خزانۃ المفتیین مین لکھا ہے کہ صاحب جامع صغیر نے غریا یا نوروز کے دن ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بطور تحفہ کچھ بھیجے اور اس سے اسدن کی تعظیم کا ارادہ نکرے صرف مروج رسم کی پیروی کرے تو یہہ کفر نہین ہے ولیکن بہتر یہی ہے کہ اس دن یہ کام نکرے اس سے آگے یا پیچھے کرلے تا کہ اس قوم کا مشابہہ نہو جو اسدن آپسمین ہدیہ بھیجتے ہین ۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

> المسلم اذا اهدی یوم النیروز الی مسلم اخرشیئاً ولم یرد به تعظیم ذلك الیوم ولکن جری علی ما اعتاده بعض الناس لا یکفر ولکن ینبغی ان لا یفعل ذلك فی ذلك الیوم خاصة ویفعله قبله او بعده لئلا یکون متشبها بولاء القوم وقد قال علیه السلام من تشبه بقوم فهو منهم ۔
> (خزانة المفتیین)

فرمایا ہے جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے وہ انہی مین سے ہوتا ہے ۔

ان روایات فقہیہ سے بخوبی ثابت ہے کہ فقہا نے غیر مذہب کی دنیاوی تہواروں کی خوشی مین مسلمانون کے شریک ہونے کو کفر نہین کہا بلکہ صرف مذہبی تہواروں کی خوشی مین شریک ہونے اور ان تہواروں کی تعظیم کرنیکو کفر کہا ہے ۔

لہٰذا جوبلی کی خوشی مین (جو اہل کتاب کی ایک دنیاوی اور شاہانہ رسم ہے) مسلمانون کا شریک ہونا اس حکم فقہا مین داخل نہین ہے ۔

اور اگر بالفرض اس رسم کا رسم مذہبی ہونا ثابت ہو جائے تو بھی مسلمانون کا اسکی خوشی مین شریک ہونا اس حکم فقہاء مین داخل نہین کیونکہ مسلمانون نے نہ اس رسم کو مذہبی جانا اور نہ بلحاظ مذہب اس رسم یا اس دن کی تعظیم کی ۔ انہون نے صرف

اس سلطنت کے برکات و امن و آسایش پنجاہ سالہ پر خوشی کی ہے جسکو مذہب سے کوئی تعلق نہین ہے ؛

ان روایات فقہیہ مین جو یہہ کہا گیا ہے کہ کفار کی دنیاوی رسم مین مسلمانون کو شریک ہونا گو کفر نہین مگر اس سے مسلمانون کو اجتناب بہتر ہے مسلم اور لایق تسلیم ہے بشرطیکہ اس شرکت مین مسلمانون کا کوئی فائدہ و قومی مصلحت نہو۔ اور جس حالت مین اس شرکت مین مسلمانون کے قومی فواید و مصالح ہون جیسکہ مسرت جوبلی کی شرکت مین فوائد (اسلام و اہل اسلام کی نسبت حکام وقت کی حسن ظنی اور شہرت خیر خواہی وغیرہ) موجود ہون تو اجتناب سے شرکت اولے ہے۔ اور بحق اسلام و اہل اسلام مفید تر ؛

ولیکن جو اس اولویت اجتناب پر حدیث مین تشبہ الخ سے استدلال کیا گیا ہے یہ لایق تسلیم نہین ہے۔ کیونکہ اولاً وہ حدیث صحیح و لایق تمسک نہین ہے اسکی تفصیل ہم پھر کسی پرچہ مین کرینگے۔ انشاء اللہ تعالے۔ بالفعل اتنا کہنا کافی سمجھتے ہین کہ اسکے راویون مین دو راوی ضعیف ہین۔ اول عثمان بن ابی شیبہ جو باوجود ثقہ ہونیکے وہم بھی رکھتا تھا۔ دوسرا ابو النضر عبد الرحمن بن ثابت دمشقی جو باوجود صادق ہونے کے خطا کرتا تھا اور اخیر عمر اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا اور اگر یہ ابو النضر عبد الرحمن مدنی ہے تو یہ مجہول الحال یا مجہول العدالت ہے تب بھی یہ روایت لایق تمسک نہین ہے ؛

> عثمان ابن ابی شیبہ ثقہ مشہور لہ اوہام
> عبد الرحمن بن ثابت الدمشقی صدوق یخطی و رمی بالقدر تغیر باخرہ
> عبد الرحمن بن ثابت المدنی مجہول
> (تقریب صفحہ ۱۲۶ و صفحہ ۲۲۰ و صفحہ ۲۱۶)

ثانیاً جو اس حدیث مین متشابہ کفار پر وعید وارد ہے کہ اسکا مرتکب انہی

لوگون مین داخل ہوجاتا ہے" وہ دنیاوی امور وعادات مین مشابہہ کفار پر وارد و متوجہ نہین ہوسکتی کیونکہ بعض دنیاوی امور وعادات مین مشابہت خود آنحضرت صلعم اور انکے اکابر اصحابہ مین پائی گئی اور ثابت ہوچکی ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا لباس (تہہ بند - چادر - کورتہ - عمامہ) وہی تھا جو عام عرب کا لباس تھا - آنحضرت صلعم نے اسمین بجز چند خاص تبدیلیون کے کہ ازار ٹخنون سے نیچے نہو اور لباس ریشمین یا کسم کا رنگا ہوا نہو عام تبدیلی نہین کی اور اس لباس مین مشابہت کفار سے عام ممانعت نہین فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا - جوتا پہننا - سونا - پھرنا - چلنا - گھوڑے پر اونٹ پر سوار ہونا - کلام کرنا وغیرہ وغیرہ عام رواج وقت کے موافق تھا - ان امور مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجز خاص تبدیلات کے عام تبدیلی کا حکم نہین دیا - اور بعض عادات و افعال مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاصکر اہل کتاب کا توافق کیا ہے از انجملہ سدل ہے (یعنے سر کے بالون کی بیچ سے مانگ نہ نکالنا بلکہ بالونکو ایک طرف لٹکا دینا جیسا کہ اسوقت عیسائی کرتے ہین) جب آپ مکہ مین تھے تو بسبب عادت عرب آپ مانگ نکالا کرتے تھے - جب مدینہ مین آئے تو عادت اہل کتاب کے موافق سدل کرنے لگے جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہہ مانگ نکالنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فعل ہے تو پھر آپ نے سدل کو ترک کیا اور مانگ نکالنا اختیار فرمایا -

از انجملہ شامی جبہ (تنگ آستین کا چغہ) جو یہودیون کا لباس تھا یا

كان النبي صلعم يحب موافقه اهل الكتاب فيما لم يومر فيه وكان اهل الكتاب يسدلون اشعارهم وكان المشركون يفرقون رؤسهم فسدل النبي صلعم ناصيته ثم فرق بعد -
(بخاری صفحہ ۸۷۵ ج ۲)

جبہ کسروانیہ (جو کسریٰ شاہ فارس کا لباس تھا) زیب تن فرمانا

صحیح بخاری مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ تنگ آستین پہنا ہوا تھا آپ وضو کرنے لگے تو آستین سے باہر ہاتھ نہ نکال سکے آخر جبہ کے اندر سے ہاتھ نکال کر دہوئے ×

فتوضا وعلیہ جبتہ شامیتہ فمضمض واستنشق وغسل وجہہ فذہب یخرج یدیہ من کمیہ فکانا ضیقین فاخرج یدیہ من تحت بدنہ فغسلہما (بخاری ص ۸۶۳ ج ۲)

صحیح مسلم مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسروانی جبہ زیب تن فرمایا کرتے جسکی جیب اور چاکون کی جگہ ریشمین مغزی لگی ہوئی تھی ×

فقالت ہذہ جبتہ رسول اللہ صلعم فاخرجت الی جبتہ طیالستہ کسروانیہ لہا لبنتہ دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج فقالت ہذہ کانت عند عایشہ حتی قبضت فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلعم یلبسہا - (مسلم ص ۱۹ ج ۲)

ان عادات وافعال مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عام عرب اور خاص اہل کتاب سے مشابہت و موافقت ثابت ہونے کے ساتھ کوئی مسلمان کب تجویز کرسکتا ہے کہ جو اس حدیث مین مشابہہ کفار پر وعید وارد ہے وہ دنیاوی امور مین مشابہہ کو بھی شامل ہے ×

ہر چند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے مواقع مین عام مشرکین یا اہل کتاب کی مشابہت سے بچنے کا بھی حکم دیا ہے مگر اس سے یہ عام حکم نہین نکلتا کہ جس شخص نے کسی عادت یا لباس مین کفار کی مشابہت کی وہ انہی کے گروہ مین داخل اور دین اسلام سے خارج ہوا جیساکہ حدیث من تشبہ الخ کا ظاہری مفاد ہے ×

جو شیخ الکل اہلحدیث کی دست آویز ہے ہر ایک امر مین (دنیاوی کیون نہو) کفار کی مشابہت کو کفر قرار دیتے اور اس کے مرتکب پر کفر کا فتوی لگا دیتے ہین ۔ وہ یہہ نہین سمجھتے کہ بعض افعال و عادات مین آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے اصحاب کی مشابہت پائی گئی ہے وہ اس فتوی کفر کے اثر سے کیونکر محفوظ رہ سکتی ہے ؛

بالجملہ دنیاوی امور مین جنکو مذہب کفر یا اسلام سے تعلق نہو غیر مذہب کی مشابہت کفر نہین ہے ۔ نہ انکو فقہا نے کفر کہا ہے اور نہ اس حدیث سے اسکا کفر ہونا ثابت ہوسکتا ہے ؛

ان دلائل و مسائل کے پڑھنے اور سننے سے امید ہے عامہ ناظرین اور گورنمنٹ کو ہمارے اس دعوے کی جو ہم نے صدر مضمون مین کیا ہے پوری تصدیق ہوگی اور یہہ بات بخوبی سمجھہ مین آجائینگے کہ جشن جوبلی پر جو کچھہ اہلحدیث یا ان کے مثل اور اہل اسلام نے کیا ہے سچے دل سے کیا ہے اسمین صرف ظاہر داری اور جھوٹی خوشامد سے کام نہین لیا اور نہ اپنی شریعت و مذہب کا خلاف کیا ہے ؛

اہلحدیث کی خطاب "اہلحدیث" کے قدیم غیر دل آزار ہونے پر دوسرے فرقون کی شہادت

اشاعۃ السنہ نمبر ۴ و ۵ جلد ۹ مین ہمنے اس عنوان کا کہ "اہلحدیث کا خطاب پرانا ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقون کی دل آزردگی کا باعث نہین ہوسکتا" ایک مضمون لکھا تھا اور سولہ[16] کتب معتبرہ حنفیہ سے اسکا ثبوت دیا ۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ یہ خطاب اس گروہ کو خود اکابر مذہب حنفیہ وغیرہ اتباع فقہا نے دیا ہوا ہے ۔ اور ان کو فقہا کے